

# بی بیان پاکداس

نسب اور ورور و لاہور کی تاریخ کے متعلق تحقیق

پیر غلام دستگیر نامی رحمہ اللہ علیہ

(آزاد سیدہ حاج بنت حضرت سید احمد توحید ترمذی)

ادارہ معارف لغمانیہ  
شادباغ،  
لاہور (پاکستان)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## پیش لفظ

از صاحبزادہ محمد ابوبکر ہاشمی خلیف الرشید حضرت نانی علیہ الرحمۃ

رسالہ "بیسیان پاکدامن" جو میرے والد محترم پیر غلام دستگیر صاحب نامی کی تصنیف ہے تقریباً پچپن برس سے زائد عرصہ کے بعد پھر شائع ہو رہا ہے۔ برادر عزیز جناب حکیم محمد موسیٰ امرتسری صاحب نے مجھے اس کا پیش لفظ لکھنے کی فرمائش اگر پدر نہ تو اندر تمام کند کو غالباً ذہن میں رکھ کر کی ہے۔ دیے والد محترم نے تحقیقی لحاظ سے اس میں کوئی پہلو ایسا نہیں چھوڑا جس پر مزید کچھ لکھا جاسکے۔ اس لیے پسر بچارہ کیا کرے۔ اب تو پدر تمام تو اندر پسر چہ کند ہی کہنا چاہیے۔

آج بھی قبلہ نے جیسا کہ غرض حال میں بیان کیا کہ بیسیان پاکدامن کے نسب میں ختمات کی اصل وجہ وہ بیانات ہیں جو جاہل ادرآن پڑھ مجاوران اپنی دکانداری چمکانے کی خاطر لوگوں کے رو برو دیتے رہے اور اس طرح سے یہ غلط باتیں تاریخ کا حصہ بن گئیں حالانکہ اگر بہ نظر تحقیق دیکھا جائے تو ان بیانات کا تاریخ سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔

ہمارے اپنے خاندان سے ان بیسیوں کا گہرا نسب رشتہ ہے۔ ان میں سے ایک بی بی حاج کے پسر نادر سلطان حمید الدین حاکم مدفون مؤمن مبارک ریاست بہاول پور وائی کیچ کرمان جنہوں نے بادشاہی چھوڑ کر فقیری اختیار کی، ہمارے جد اعلیٰ ہیں۔ حضرت

سلسلہ اشاعت نمبر ۶۳

نام کتاب \_\_\_\_\_ ابی بیان پاکدامن  
نام مصنف \_\_\_\_\_ پیر غلام دستگیر نامی  
بار اول \_\_\_\_\_ درگاہ حضرت توحید ترغی لاہور  
نام کاتب \_\_\_\_\_ خوشنویس فیض رسول بھٹہ  
سن اشاعت بار دوم \_\_\_\_\_ نومبر ۱۹۹۲ء  
تعداد اشاعت \_\_\_\_\_ دو ہزار  
پریس \_\_\_\_\_ دعائے خیر خیر معاذین ادارہ  
بار دوم \_\_\_\_\_ ادارہ معارف نعمانیہ لاہور

عطیات بھیجنے کے لیے

ادارہ معارف نعمانیہ کرنٹ اکاؤنٹ نمبر ۴۱-۱۵۰۴ حبیب بینک  
شاد باغ برانچ لاہور

نوٹ: بیرون جات کے حضرات ۲ روپے کے ڈاک ٹکٹ ارسال کر کے طلب فرمائیں

ملنے کا پتا

ادارہ معارف نعمانیہ ۳۲۳ شاد باغ لاہور کوڈ نمبر ۵۴۹۰  
پاکستان



حمید الدین کا سلسلہ نسب شیخ ابوالحسن علی ہیکاری سے جو پیران پیر کے پیر بہت حضرت  
ابوسعید مخدومی کے پیر تھے، جالما ہے لہذا ہمارے لیے یہی مناسب ہے کہ اس مندرجہ  
روایت کا کہ بیبیاں پاکدامن حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صاحبزادیاں تھیں، کی نفی کی  
جائے۔ اور تاریخی اعتبار سے معتبر شہادت کہ یہ بیبیاں مرشد پنجاب حضرت سید  
احمد توحہ ترمذی کی دختران تھیں اور اس وقت مغل مسلمان نہیں تھے۔ مغلوں کی غلامی کے  
دوران زمین میں سگائیں، کو اُجاگر کیا جائے اس ضمن میں شفیق خفیظ اللہ خاں صاحب منظر  
کی سہی بھی قابلِ حدِ تاش ہے آپ نے

(i) حضرت بیبیاں پاکدامن تاریخ کے آئینے میں؟

(ii) حضرت بی بی پاکدامن لاہور کون ہیں اور کہاں سے آئیں؟

(iii) مزارات حضرت بیبیاں پاکدامن، خلاصہ تحقیق۔

ایسی کتابیں لکھ کر اس مسئلہ پر کما حقہ تحقیق فرمائی ہے اور ساتھی شوق (شام) سے روضہ  
سیدہ رقیہ کبریٰ بنت سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ زوجہ امام مسلم بن عقیل اور مصر سے سیدہ  
رقیہ صغریٰ زوجہ عبدالرحمن بن عقیل کے روضے کی فوٹو چھاپ کر دودھ کا دودھ اور پانی  
کا پانی کر دیا ہے۔ اللہ انہیں جزائے خیر دے۔

احمد  
ابوبکر ہاشمی

عرض نامہ

یہ رسالہ پہلی بار شعبان ۱۳۵۴ھ مطابق نومبر ۱۹۳۵ء میں صاحب زادہ محمد ابوبکر ہاشمی  
مظفر کے زیرِ اہتمام درگاہ شریف حضرت سید احمد توحہ (والد بی بیان پاکدامن) محلہ چیل  
بی بیان لاہور سے چھپ کر اہل حق میں تقسیم ہوا۔ اب دوسری بار (۱۹۹۳ء) ادارہ  
مجاہدین نعمانیہ اسے طبع کرانے کا شرف حاصل کر رہا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عرض حال

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم و علیٰ آلہ و اصحابہ اجمعین

شہر لاہور کے جنوب مشرق کی طرف قلعہ گوبہنگھ (اب سے ۱۶ سال پیشتر کا آباد کردہ)  
ہے۔ اس کے اور ایمپرس روڈ کے مشرق کی جانب ایک مشہور مزار نام خانقاہ بیبیاں پاکدامن  
واقع ہے۔ جن بیبیوں کے یہاں مزارات ہیں وہ معتبر تاریخی نوشتوں کے مطابق حضرت سید احمد توحہ  
ترمذی کی صاحبزادیاں ہیں۔ سید صاحب کا مزار اندرون دروازہ اکبری متصل چوک نواب صاحب  
محلہ بیبیاں میں ہے۔ یہ چلخانہ انہی بیبیاں پاکدامن کا جانب جنوب مزار سید صاحب موصوف  
زیر حتمہ مکان جدہ مادری خواجہ محمد اقبال بی لے وکیل و برادرانش واقع ہے۔ یہاں لوگ ماکہ  
پرستے اور عقیدت سے چراغ روشن کرتے ہیں۔ اس چلخانہ کے نام پر محلہ موسوم ہے۔ اور اس کے  
غلط نام چھیل بیبیاں یا چیل بیبیاں کی میں نے ہی میونسپل کمیشن لاہور سے برائے (ڈکار فلندری  
تصیح کرانی تھی۔ سید صاحب کا سلسلہ نسب سات واسطوں سے امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے  
اس طرح ملتا ہے۔

(۱) حسب شجرہ نسب سیدنا ظہر حسن صاحب زاہدی ترمذی بی لے مدیر روزنامہ زمندار لاہور  
سید احمد توحہ ترمذی بن علی کاکی بن حسین ثانی بن محمد عیسیٰ بن حسین عیسیٰ بن علی  
سجاد بن حسین اصغر بن امام زین العابدین۔

(۲) حسب شجرہ مندرجہ در تذکرہ حمید سید احمد توحہ ترمذی بن علی ترمذی بن حسین ثانی بن محمد عیسیٰ  
بن شاہ ناصر ترمذی بن موسیٰ عیسیٰ بن سید علی بن علی اصغر بن امام زین العابدین۔

(۳) حسب شجرہ نزویہ منور علی شاہ صاحب ترمذی مکانڈاؤ مسلم گنج مرنگ لاہور سید احمد  
توحہ ترمذی بن سید علی کاکی بن سید حسن ثانی بن سید محمد مدنی بن سید حسن عیسیٰ عرف ناصر ترمذی بن  
موسیٰ عیسیٰ بن علی سجاد بن حسین اصغر بن امام زین العابدین۔

کوٹلی لوہاراں کے ایک صاحب مزار پر شجرہ لے کر آئے تھے۔ جو نو اماموں کے واسطہ  
سے امام حسین سے ملتا تھا اور عند تحقیق غلط ثابت ہوا۔

سید احمد توحہ ترمذی کا مزار مسکن نامی کے جانب مشرق واقع ہے۔ یہ ہمیشہ سے ہمارے



بزرگوں کی تولیت میں رہے۔ اور ۳۲۹ھ سے میری تولیت میں رہے۔ ۱۹۱۲ء میں خاکسار کی خوش سے اس کا پلستر اور فرش بندی ہوئی اور نیا دروازہ تعمیر ہوا جس پر سنگ مرمر کا کتبہ نصب ہے اس کے بعد میں نے اس کے حجرہ غربی اور جنوبی حصہ پر ایک منزل ڈالی جو بطور کتب خانہ اور دارالمطالعہ خاکسار استعمال ہے۔ مزار کے باہر زینت مقف شاگرد لڑکیاں قرآن شریف پڑھتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس بزرگ کے جوار میں شاد آباد کر کے اور بزرگوں کے نیک نام زندہ رکھنے کی توفیق سے کریمہ زنی اولاد اور مال میں برکت عطا کر رکھی ہے۔ الحمد للہ علیٰ والک۔

بیسیاں پاکدامن کے نسب کے متعلق جدید تاریخوں میں بہت اختلاف ہے۔ کیوں کہ یہ ان پر محمدیوں کے بیان پر ترتیب کی گئی ہیں۔ میں نے حقیقت حال پر روشنی ڈالنے کیلئے یہ رسالہ لکھا ہے تاکہ لوگ ان اشخاص کے دھوکے کا شکار نہ ہوں۔ جو واقعہ کہ بلا سے ان بیبیوں کا تعلق بتلا کر ان کے مزارات پر غلبہ قائم ہوا کہ اس متبرک جگہ پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ یہ بیسیاں اس سانحہ سے قریباً پانچ سو برس بعد پیدا ہوئیں۔ امید ہے ناظرین غور سے اس رسالہ کا مطالعہ کریں گے تبلیغہ بہت سے کتاب المعارف میں جس کے مؤلف علامہ ابو محمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبة الکاتب اللیزوی ۳۸۰ھ میں فوت ہوئے۔ (امام زین العابدین) علی کے صرف چار بیٹے ازین ام عبداللہ بنت امام حسن بن علی تھے ہیں۔ (۱) حسن (۲) محمد (۳) علی الملقب افطن (۴) عبداللہ علاوہ ازیں (۵) عمر اور (۶) زید شہید بھی ان کے بیٹے تھے۔ جن کی مال حیدان سندھ کی رہنے والی (فوتی تھی)۔ پس معلوم ہوا کہ سید احمد توحید تریذی علی افطن بن علی الملقب زین العابدین کی اولاد سے ہیں۔ جیسا کہ مذکورہ حمید میں مسطور ہے۔ حسین امام زین العابدین کے کسی بیٹے کا نام نہ تھا۔ شیعوں کی تاریخ الامۃ سے بھی یہی ثابت ہے۔

## بیسیاں پاکدامن کے متعلق غلط بیان

تحقیقات چستی میں لکھا ہے کہ ان چھ بیبیوں میں ایک تو رقیہ المشہورہ بی بی حاج عباس علیہ السلام علی المرتضیٰ بن علی ہیں۔ اور پانچ حضرت عقیل برادر حضرت علی کی صاحبزادیاں ان کے نام تلج۔ حور۔ نور۔ گوہر اور شہباز تھے۔ حاج امام علی کی زوجہ تھی اور باقی پانچ ہمشیر گان۔ یہ چھ بیسیاں امام حسین کے ہمراہ مکہ آئیں۔ علیہ السلام حضرت عباس کے صرف دو بھائی تھے جنہوں نے عبداللہ بن علی کو نہ تھی۔ (نامی)

۱۔ امام علی کی بی بی یا سہیل بنی ہیں کے یہ نام نہ تھے۔ (نامی)

مگر محرم کی نویں تاریخ کو امام حسین نے حضرت علی کے باطنی ایما پر انہیں ہندوستان کی طرف روانہ کر دیا اور وہاں قیام پذیر ہوئیں۔ جہاں اب ان کی خانقاہ ہے۔ ان کے ورود پر راجہ برہماتری یا نہہارن کے لشکر سے سردار اورت اوربٹے ہو گئے۔ راجہ حیران ہوا۔ اپنے ولی عہد بکر اسمائے کو بھیجا کہ بیبیوں کو کھڑا لائے۔ مگر وہ ان کی نظر توجہ سے بہوش ہو کر گر پڑا۔ اور ہوش میں آکر مشرف باسلام ہو گیا۔ اس واقعہ پر ہندو میں شورش پیدا ہو گئی۔ جس نے ہوس کی صورت اختیار کر لی۔ بیسیاں خائف ہوئیں اللہ سے دعا گئی کہ ہمیں ناخبروں کی دستبرد سے بچائے۔ چنانچہ زمین شق ہوئی اور وہ زمین میں سما گئیں۔ پیوند خاک ہونے سے پہلے انہوں نے اپنے سات سو چار ساتھیوں سے جو ولی اللہ، حافظ قرآن اور بزرگ تھے۔ فرمایا کہ اپنے اپنے وطن کو چلے جاؤ چنانچہ سب تباہ عالم چلے گئے۔ صرف چار حافظ زنگے جو ساتھ ہی پیوند خاک ہو گئے۔ راجہ کے تو مسلم بیٹے کا نام عبداللہ یا جمال رکھا گیا چنانچہ موجودہ محاورہ اس کی اولاد سے ہیں۔ جو راجپوت کہلاتے ہیں۔ حلیقہ الاولیاء میں ان بیبیوں کے متعلق مضمون حسب ذیل ہے۔

خاندان اہل بیت سے یہ بیسیاں عقیل بن علی اعیان حضرت علی کے کسی لڑکے کا نام نہ تھا۔ ہاں ابھائی کا نام ضرور تھا۔ نامی کی پانچ لڑکیاں تھیں واقعہ کربلا کے وقت یہ شام میں تھیں۔ امام حسین کی آمد تک کہ کربلا میں آئیں۔ مگر ان کے آنے سے پہلے خاتمہ ہو چکا تھا اس واسطے یہ اپنے ہمراہ بیبیوں کے ساتھ خوف خاندان بنی امیہ روانہ ہوئیں اور لاہور کے باہر آکر قیام کیا۔ بہت ان کے قدم کی برکت سے مشرف باسلام ہوئے۔ یہ خبر جب مسمی بسا دراجہ لاہور کو پہنچی اس نے اکثر اپنے دربار کے امیر ان کی خدمت میں بھیجے اور کہلا بھیجا کہ یہاں سے چلی جائیں مگر شخص جا تا وہاں ہی مشرف باسلام ہو کر رہ جاتا۔ آخر راجہ کا بیٹا گیا اس نے بھی اسلام کا خلعت پہن لیا راجہ نے جب یہ حال سنا۔ کمال غضب ناک ہوا۔ اور لشکر کے ساتھ ان کے قتل پر آمادہ ہو چلا۔ جب نزدیک پہنچا تو بیبیوں نے خدا کی جناب میں عرض کی کہ ہم کو ناخبروں کی نظر سے بچائے اور پیوند زمین کر لے۔ چنانچہ سب بیسیاں مع خدام کے پیوند زمین ہو گئیں۔ صرف اور مضمینوں کے پلے قبروں کے نشان کیلئے باہر رہ گئے۔ راجہ کا بیٹا جس کا نام بعد سلمان ہونے کے جمال رکھا گیا تھا سلامت رہا راجہ اس کو ساتھ لے گیا اور چاہا کہ وہ اپنے قدم دین کی طرف عود کرے۔ مگر اس نے نہ مانا اور حضرات کی مزار پر مجاور ہو بیٹھا۔ یہ عام روایت لوگوں کی زبانی ہے اور کتاب تحفۃ الاولیاء میں بھی یہی مضمون لکھا دیکھا ہے۔



## اس مضمون پر خود صاحب لائقہ الاولیاء کا تبصرہ

مفتی غلام سرور صاحب مندرجہ بالا قصہ بیان کر کے لکھتے ہیں کہ قیاس نہیں چاہتا کہ واقعہ کربلا کے وقت یہ عرب سے ہند میں آئی ہوں۔ مگر ان حضرات کی بزرگی و پرفیض ہونے میں شک نہیں کہ مکان نہایت متبرک ہے۔ اور کتاب تذکرہ حمید یہ میں جو مضمون مولف کی نظر سے گذرا۔ اس کا لکھنا بھی لطف سے خالی نہیں۔ اگرچہ کتاب خزینۃ الاصفیاء جو لغت ہندہ میں درج نہیں ہے۔ وہ یہ ہے کہ سید احمد توختہ ترمذی جو لاہور کے بزرگوں میں سے قطب الگائے غوث زمانہ تھے۔ ان کی پانچ لڑکیاں لی لی حاج لی لی تاج۔ لی لی نور۔ لی لی عذر۔ لی لی گوہر اور لی لی شہنا تھیں اور پانچوں عابد و زاہد و صاحب عبادت و ریاضت تھیں۔ جب چنگیز خاں مغل سے شہزادہ جلال الدین غور ازمنہ شکست کھائی اور ہند میں بھاگ آیا۔ تو چنگیز خاں کی فوج اس کے تعاقب میں پنجاب میں داخل ہوئی۔ تمام ملک پنجاب انہوں نے غارت کر لیا۔ شہر لاہور کے لوگ درمینے ملک ان کے ساتھ بڑے رعب۔ جب شہر فتح ہوا تو افسر فوج نے حکم دیا کہ شہر کے لوگ سب کے سب قتل ہوں بلکہ کوئی زیکجان حیوان بھی جائز نہ ہو۔ چنانچہ ہزاروں انسان و حیوان قتل ہوئے۔ اس وقت یہ پانچوں بیبیاں شہر کے باہر اپنے صومعہ میں جہاں ان کا باپ رہتا تھا، موجود تھیں۔ جب مخالفین نے ان کو غارت کرنا چاہا تو انہوں نے دعا کی کہ الہی ہم کو یہ نذیرین کر لے، اور نامحرم مردوں کی صورت نہ دکھلا۔ چنانچہ دعائیں قبول ہوئی، اور زمین نے ان کو اپنے آپ میں چھپا لیا۔ جب مخالفین دیوار توڑ کر مکان میں گئے تو کوئی زیکجان وہاں نہ پایا۔ البتہ زمانے کی پٹریوں کے کنارے زمین کے باہر نظر آئے۔ چند آدمی یہ کرامت دیکھ کر مشرف باسلام ہوئے اور انہوں نے مجاوری اس مزاد کو ہر بار کی اختیار کر لی۔ یہ تقریر جو مشہور نہیں ہے شاید کوئی اس پر یقین نہ کرے گا۔

عجب نہیں ہے کہ ایسا ہوا جو اور واقعہ غارت و قتل لاہور کا ۱۱۳۲ھ میں واقع ہوا تھا۔ اور سید احمد توختہ کی وفات ۱۱۳۲ھ میں ہوئی تھی۔ (حدیقۃ الاولیاء صفحہ ۱۳۲ و ۱۳۳)

## تذکرہ حمیدیہ کا پایہ

تذکرہ حمیدیہ جس کا ذکر مفتی غلام سرور صاحب مرحوم نے کیا ہے۔ آج سے سو چار سو سال پہلے کی تالیف ہے۔ اس کے مولف شیخ شہر اللہ بن شیخ رحمۃ اللہ بن تاجی بن کا لالہ لکھا ہے۔ جو

مستان کے مشہور حکمران خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس خاندان کے بہادر بادشاہ سلطان حسین لکھاہ نے جو کئی سال سلطان بہلول لودھی اور سکندر لودھی سے معرکہ آرا رہا۔ مولف تذکرہ حمیدیہ سے احتجاجی کہ وہ دعائے اس کی امداد اور دستگیری کریں۔ شیخ شہر اللہ لکھتے ہیں کہ چونکہ مجھے حضرت سید احمد توختہ ترمذی کے نواسہ سلطان انارکین حضرت حمید الدین حاکم سے تعلق بندگی تھا اس لئے میں ان کے روضہ متبرکہ واقعہ مبارک (جو ٹیڑھ اسٹیشن ریاست بہاولپور بڑی لائن سے دو میل جنوب مغرب ہے۔ نامی) پر حاضر ہو کر ذکر و نکر میں مشغول ہو گیا۔ اور سلطان حسین لکھاہ فدا اللہ عمرہ و ملک کی ہمت میں کامیابی کی بشارت حاصل کی اور پھر آپ کے حالات میں کتاب (تذکرہ حمیدیہ) تحریر کی اسی ثقہ کتاب سے مفتی صاحب مرحوم نے جو بیان قلمبند کیا ہے اور جس کی تائید تاریخ سے بھی ہوتی ہے وہ یقیناً سنی سنانی باتوں سے زیادہ قابل اعتبار ہے۔

## کیا بیبیاں وقت واقعہ کربلا لاہور آئیں؟

واقعہ کربلا ۱۱ھ میں واقع ہوا۔ اس وقت تک حضرت ابو بکر حضرت عمر حضرت عثمان اور حضرت معاویہ کے عہد کی فتوحات ایران۔ کرمان اور افغانستان تک اسلامی تسلط چھپ چکی تھیں۔ مگر ہندوستان میں داخلہ نہیں ہوا تھا۔ واقعہ کربلا کے ۲۱ برس بعد حجاج بن یوسف گورز بصرہ کے جھٹے محمد بن قاسم نے سترہ برس کی عمر میں راجہ داہر والی سندھ پر فوج کشی کی۔ کیونکہ اس کے تحت قزاقوں نے سندھ کے قریب اسلامی جہاز لوٹ لئے تھے۔ اور راجہ نے نقصان کی تلافی کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اس فوجوان اسلامی جرنیل نے سندھ میں چھ ہزار فوج کے ساتھ راجہ کے پچاس ہزار لشکر کو شکست دی۔ اور اس کی سلطنت کے بڑے بڑے شہروں پر چین میں مستان بھی شامل تھا قبضہ کر لیا۔ قبضہ صوبہ سندھ کے تین سو برس بعد محمود غزنوی نے ۱۱۸۵ھ میں لاہور فتح کیا۔ اور اس وقت سے مسلمانوں کا عمل دخل لاہور میں ہوا۔ کیوں کہ اننگ پال کے جانشین جے پال ثانی نے تسلیم کر دہ خراج دینے سے انکار کر دیا تھا۔ یہ سانحہ کربلا سے قریباً ساڑھے تین سو سال بعد کا واقعہ ہے۔ اس سے پہلے لاہور میں کسی مسلمان بزرگ بالخصوص عورت کا آنا ثابت نہیں۔

## عورتیں کفرستان ہند میں کیوں آئیں

ایسے حالات میں جب لاہور میں کیا پنجاب میں کوئی مسلمان موجود نہ تھا کسی مسلمان عورت



کو کیا پڑی تھی کہ وہ اسلامی ممالک سے منہ موڑ کر تنہا لاہور کا رخ کرتی واقعہ کر بلا سے پیشتر تمام عرب، شام، مصر، عراق، ایران، فلسطین وغیرہ علاقہ بموش اسلام ہو چکے تھے۔ اگر کسی بی بی کو شیعیان کو ذہ کا خوف تھا، (کیوں کہ انہی کے ہاتھوں کر بلا کا سانحہ بموش پڑا تھا) اور انہیں اپنے قریبی رشتہ دار یزید کا بھی ڈر تھا۔ حالانکہ آل ابی طالب سے جو مدد بھی کو فیروں کے ہاتھ سے بچ کر دشمن پہنچے۔ وہ اس کے گردیدہ ہو گئے۔ چہ جائیکہ تو میں جن پر کسی غیور عرب نے کبھی حملہ نہیں کیا۔ تو وہ کفرستان کا رخ کرنے کی بجائے حجاز کا رخ کرتیں۔ جو دشمن کے بعد کوئی کے غارت کردہ قافلہ کا امن بنا۔ بنی امیہ کو تو خدا نے جہانماری اور جہان بانی کا ایسا جوہر عطا کر رکھا تھا کہ شاید وہ باید وہ کبھی بنی ہاشم سے نہیں لٹھے۔ حجاج بڑا سخت گیر تھا مگر اسے خلیفہ عبدالملک کا تائیدی حکم تھا کہ بنی ہاشم سے برسر پر خاش نہ ہونا اس نے ایک ہاشمی عورت سے نکاح کر لیا۔ جب خلیفہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے فوراً جدائی کرادی کیوں کہ بنی امیہ کو بنی ہاشم ایک ہی داد کی اولاد تھی۔ ان کی ناموس و حرمت مشترک تھی۔ پس یہ بالکل خلاف واقعہ ہے کہ بیسیاں سانحہ کر بلا کے وقت بھاگ کر لاہور آئیں اور کہہ دیتے نہ گئیں۔

### لاہور میں چنگیزی مغلوں کی غارت گری

علاء الدین محمد غورازم شاہ کے بعد اس کے بہادر بیٹے جلال الدین غورازم شاہ نے ۱۲۱۹ء میں باپ کی پٹی اور تلواریں تن کی۔ اور چنگیزی ترکوں سے کیسوی حاصل کرنے کے لئے ہندوستان کا رخ کیا۔ سندھ کے کنارے اس کا کثیر العدد غنیمت سے مقابلہ ہوا۔ صبح سے شام تک وہ بڑی مردانگی سے لڑتا رہا۔ جب اس نے دیکھا کہ وہ اپنی تحلیل جماعت کے ساتھ مقابلہ میں پورا نہیں آ رہا تو اس نے ایک نہایت بے جگرانہ حملہ کیا اور زرہ وغیرہ پھینک کر دریا میں گھوڑا ڈال دیا۔ ہمایوں نے بھی اس کی متابعت کی۔ کئی ڈوبے اور کئی دشمن کے تیرنوں کی نظر ہو گئے۔ مگر وہ باز اترنے میں کامیاب ہو گیا اور لڑتا بھڑتا بڑھا ہی چلا گیا۔ یہاں تک کہ عہد سلطان شمس الدین التمش میں لاہور پر قابض ہو گیا۔ مولف تاریخ لاہور نے یہ ۱۲۱۹ء کا واقعہ بتایا ہے۔ مگر غلط معلوم ہوتا ہے۔ کیوں کہ جلال الدین کی تخت نشینی کا سال ۱۲۰۶ء ہے۔ غیر تو دین سال کا میر پھر ہے۔ اس کے تعاقب میں چنگیز خاں کا جریں ترمالی کئی ہزار سوار لے کر لاہور پہنچا اور اسے تخت و تاراج کر دیا۔ اس فوج کے پٹے جانے کے بعد جلال الدین ایران کی طرف مراجعت

فرما ہوا۔ اور اپنے باپ کی عظیم الشان سلطنت کا بہت حصہ واپس لینے میں کامیاب ہو گیا۔ مگر ۱۲۱۹ء میں اس کی قسمت پھر زوال پذیر ہو گئی اور اسے کردوں کے ایک گائوں میں جام شہادت نوش کرنا پڑا۔ اس کے بعد خاندان غلامان کے بادشاہ مسعود شاہ علاء الدین کے عہد میں چنگیزی مغلوں نے پھر لاہور پر دسمبر ۱۲۱۹ء میں حملہ کیا کئی ہزار مسلمان شہید ہوئے۔ اور قتل و غارت کا بازار گرم ہو گیا۔ یہی وہ زمانہ ہے جب کہ حضرت سید احمد توختہ ترمذی کی صاحبزادیاں لاہور میں موجود تھیں۔ جب انہوں نے عزت خطرے میں دیکھی تو دعا کر کے پیوند زمین ہو گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ ۵

### حضرت علی کی صاحبزادیوں کے نام

حضرت علی کی صاحبزادیوں کے نام ہوشیوں کی تاریخ الاثر مشہور بہ چہار دہ مجالس و پذیر مولفہ سید وزیر حسین خاں صاحب بہادر سب نج رے بریل کے صفحہ ۲۳ میں ہے۔ میں حسب ذیل ہیں۔ زینبؑ۔ ام کلثومؑ۔ زینبؑ رضیہ۔ زینبؑ ام ایمن۔ زینبؑ رملہ۔ رملہ صفراء۔ ام بانی۔ حمائمہ۔ ام الکرام۔ امامہ۔ ام سلمہ۔ سیمونہ۔ خدیجہ۔ فاطمہ ثانی۔

### ان صاحبزادیوں کا عقد

کتاب المعارف کے صفحہ ۱۳۰ میں لکھا ہے کہ زینبؑ کیسے (زینت سیدہ فاطمہ) کا عقد عبداللہ بن جعفر سے ہوا تھا۔ ان سے کئی اولادیں ہوئیں جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ ام کلثومؑ کی (زینت سیدہ فاطمہ) کا عقد عمر بن خطاب سے ہوا تھا۔ ان سے ایک لڑکا ہوا۔ بعد شہادت عمر ان کا عقد محمد بن جعفر سے ہوا۔ پھر ان کے منے کے بعد عمر بن جعفر نے نکاح کیا اور انہی کے عقد میں مریں۔ باقی لڑکیاں علی کی سوائے ام حسن و فاطمہ کے عباس و عقیل کی اولاد کے عقد میں تھیں۔ ام حسن کا عقد جعدہ بن مبیر و غزوئی سے ہوا تھا۔ فاطمہ کا نکاح سعید بن اسود سے ہوا تھا جو حارث بن اسد کے قیدیہ سے تھے۔

### حضرت عقیل برادر علی کی لڑکیوں کے نام

حضرت علی کے بھائی حضرت عقیل کی صرف چار بیٹیاں تھیں ان کے نام ابن قتیبہ کی



کتاب المعارف مطبوعہ کھنڈو کے صفحہ ۱۲۲ میں درج ہیں۔

(۱) زینب (۲) فاطمہ (۳) ام ہانی (۴) اسماء زوجہ عمر بن علی بن ابی طالب حضرت جعفر بن ابی طالب برادر حضرت علی کے صرف تین بیٹے تھے ابو عبد اللہ (۲) عون (۳) محمد، بیٹی کوئی نہ تھی۔

## یہ بیسیاں نہ حضرت علی کی لڑکیاں تھیں نہ عقیل کی

ناظرین! گذشتہ اوراق کے مطالعہ سے آپ پر واضح ہو گیا ہو گا کہ بی بی حلیج بی بی تاج بی بی حور بی بی نور بی بی گریز بی بی شہباز حضرت علی یا ان کے بھائی عقیل کی صاحبزادیوں کے نام نہ تھے۔ بشرط غائر دیکھنے سے ایک اور حقیقت آشکارا ہو گی۔ کہ گوہر اور شہباز فارسی الفاظ ہیں۔ عربی نہیں۔ پس یہ نام عجمی ممالک میں پیدا شدہ اشخاص کے ہو سکتے ہیں، ذکر عرب کے باشندوں کے۔ مزید برآں ان بیبیوں کے معرکہ کربلا کے وقت بھاگ کر لاہور پہنچنے کا قصہ بھی محض بے حقیقت ثابت ہو چکا ہے۔ کیوں کہ پہلی صدی ہجری میں یہ شہر بالکل کفر کا گھر تھا۔ کوئی مسلمان یہاں نہیں پہنچا تھا لہذا پردہ دار باہمی خواتین کا اکیلے غیر اسلامی رستی میں آجسے کا قصہ بالکل من گھڑت ہے۔ امام حسین کو جب معلوم ہوا کہ ان کے تایا زاد بھائی مسلم بن عقیل کو فیوں کی غداری کا شکار ہو گئے تو انہوں نے واپسی کا ارادہ کر لیا۔ مگر غرنے جانے نہ دیا اسی طرح میدان کربلا سے بھی شمر کی رکاوٹ کی وجہ سے نہ نکل سکے۔ جب امام جو شجاع مرد اور جاثار ساتھیوں والے تھے۔ دشمنوں کے پنجہ سے نہ چھٹ سکے تو بیسیاں کہاں جاسکتی تھیں اور یہ بات یوں بھی ہمارے اور عربی عورتوں کی شان کے منافی تھی کہ اپنے عزیزوں کو گرفتار مصیبت چھوڑ کر خود کفرستان کی طرف بھاگ جاتیں۔ حضرت علی کے باطنی ایسا کا قصہ بھی محض ایجاد سے بنیاد ہے۔ سیدہ زینب وغیرہ بیسیاں میدان کربلا میں موجود تھیں مگر انہوں نے آخر تک اپنے بھائیوں کا ساتھ دیا۔ اور بڑی دلیری سے کربلا کو فوج و دشمن میں گفتگو کرتی رہیں۔ اور کسی نے انہیں اُٹ تک بھی نہ کہی۔ ہاں شہر بانو کے متعلق ضروری روایتیں ہیں کہ وہ بچھڑنے پر چڑھ کر بھاگ گئی تھی تاکہ تکلیف سے محفوظ رہے۔ مگر جن بیبیوں کا بھاگ کر لاہور آنا بیان کرتے ہیں وہ ہاشمیہ تھیں۔ ایرانی نہ تھیں کہ بھائی بندوں کو گرفتار بلا دیکھ کر اپنی جان بچانے کی خاطر فرار اختیار کر جاتیں یہ تمام جھوٹے قصے ہیں۔ ان میں سچائی مطلق نہیں۔ پھر یہ روایت کہ پہلے شام (صوبہ دارا سلطنت یزید) میں تھیں۔ امام حسین کی آمد سن کر کربلا میں آئیں۔ مگر ان

کے آنے سے پہلے خاتمہ ہو چکا تھا۔ اس واسطے بخوف خاندان بنی امیہ بھاگ کر لاہور آئیں کس قدر مضحکہ خیز ہے کہ واقعہ کربلا سے پہلے تو شام کی اقامت میں کوئی خوف نہ تھا۔ مگر اس کے بعد اس قدر خائف ہوئیں کہ تمام اسلامی دنیا چھوڑ کر کفرستان کو ہجرت کر گئیں حالانکہ بنی امیہ کو نہ کبھی ہاشمی عورتوں سے پر خاش تھی نہ ہوئی۔ مزید برآں حضرت عقیل کی بی بی امیر سے واقف تھی۔ کتاب المعارف میں لکھا ہے کہ انہوں نے اپنے بھائی علی کو چھوڑ کر معاویہ کی جنبہ داری اور شرکت کی تھی۔ پس یزید سے ان کی بیٹیوں کو کیا خوف تھا۔

## حضرت سید احمد تو تھتہ ترمذ سے لاہور میں

تذکرہ حمید یہ میں لکھا ہے کہ حضرت پیران پیر سید شیخ عبدالقادر جیلانی کے دادا پیر حضرت ابراہیم ابوالحسن علی بنکاری رہنکار سے جس کا تعلق تاضی احمد الشہیر بن ابی خلیفہ لکھتے اور بتاتے ہیں۔ کہ وہ ایک موضع ہے بلا درجہل سے مشرق کی طرف کی اولاد سے شیخ ابوالحسن سیدستان سے خطہ کچ کران میں آئے اور اہل کچ نے جو موجودہ فرمانروا کے جوڑ سے تنگ آئے ہوئے تھے۔ آپ کو اپنا سلطان منتخب کر لیا۔ ان کے بعد ان کے بیٹے سلطان رشید الدین فرمانروا ہوئے اور یہی وہ سلطان ہیں جن کا نام نامی پانچ بزرگ سلاطین کے زمرہ میں شمار ہوتا ہے ان کے بیٹے سلطان قطب الدین کے عہد میں حضرت سید اسادات جو امام علی اصغر زین العابدین کی اولاد سے تھے۔ اپنے وطن ترمذ سے جواہرانی میں واقع ہے کچ میں بمقابلہ و عیال تشریف لائے اور سلطان موصوف کے بیٹے شہزادہ ہماء الدین کی شرافت و نجابت کے گرویدہ ہو کر اپنی صاحبزادی بی بی حلیج کا نکاح ان سے کر دیا۔ ان سے تین بیٹے پیدا ہوئے۔ ایک شہزادہ جمال الدین (۲) شہزادہ ضیاء الدین (۳) شہزادہ حمید الدین مؤخر الذکر شہزادہ کا سال ولادت لفظ شرع سے برآمد ہوتا ہے یعنی شمس تارک پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت بغداد میں خلفائے عباسیہ میں سے مشہور عادل خلیفہ المستنصر بامر اللہ فرمانروا تھا۔ جس کا نام سلطان صلاح الدین ایوبی نے مصر میں داخل خطبہ کیا تھا۔ لاہور میں اس وقت خاندان غزنویہ کے امیسویں اور آخری سلطان خسرو الملک تاج الدولہ کی حکومت تھی۔ جو بعد ازاں ۶۸۹ھ میں غوریوں نے ضبط کر لی۔ فاتح کا نام سلطان شہا الدین المشہور محمد غوری ہے جس نے پہلے سندھ اور ملتان ۷۸۵ھ میں فتح کیا۔



پھر ۲۲ھ میں غزنویوں کو لاہور میں شکست دی اور اس کے ۶ سال بعد ۹۲ھ میں ہمای  
تھا سیراچپوتوں کو شکست دی۔ اس لڑائی میں نہ صرف مہاراجہ پرتھوی راج مارا  
گیا۔ بلکہ ایک سو پچاس راجے جو اس کے مدد و معاون بن کر آئے تھے اکثر کام آئے  
قنوج ۹۲ھ میں فتح ہوا۔ اور پھر گوالیار۔ بندہ بیکھند اور بنگال یہ پہلا موقع تھا کہ  
ہندوستان اسلامی حکومت کا مرکز قرار پایا۔

یہی دور زمانہ تھا جب کہ حضرت سید احمد توختہ ترمذی رونق افروز لاہور ہوئے جب  
سید صاحب موصوف لاہور میں مقیم تھے۔ تو ان کے داماد سلطان بہاء الدین کیچ میں دس سال  
حکومت کے بعد سلطنت کا نظام اپنے بھائی سلطان شہاب الدین ابوالفتح کے سپرد کر کے  
شہزادگان جمال الدین و ضیاء الدین کو ساتھ لے کر تشریف کی طرف متوجہ ہوئے اور واپسی  
پر یمن صالح میں انتقال فرما گئے۔ اس کے بعد سلطان شہاب الدین نے دو سال کی حکومت کے  
بعد تخت و تاج شہزادہ حمید الدین کے سپرد کر دیا۔ آپ نے چند سال طے عدل و انصاف سے  
حکومت کی اور پھر اس قسم کا واقعہ پیش آئے کہ سلطان ابوالفتح ابراہیم ابراہیم کی ترک شاہی کا موجب بنا تھا  
بادشاہی چھوڑ دی اور اپنے چچا زاد بھائی امیر تلبغہ فرمان دہی بخش کر فقیرانہ لباس زیب پر کر کے  
اپنے ناما سید احمد توختہ ترمذی کی خدمت میں لاہور حاضر ہوئے اور مجاہدہ و ریاضت سے مصفا  
باطن حاصل کی۔ سید صاحب موصوف سلطان التارکین حضرت حمید الدین حاکم سی کی موجودگی میں صل  
بکئی ہوئے۔ اور آپ ہی نے محلہ چلہ مینیاں میں (جوان کی صاحبزادوں کی چاکشی کی وجہ سے) نام  
سے موسوم ہے) دفنایا اور خود حسب وصیت ناما صاحب مرحوم حضرت شیخ شہاب الدین ہرودی  
کی خدمت میں بغداد تشریف لے گئے۔

۱۲ امیر تلبغہ کے متعلق اذکار قلندر ہی مولفہ پیر فریح بخش صاحب مرحوم مدفون برہم پیراں میں مسطور ہے کہ وہ  
سلب حکومت کے بعد اپنے بھائی ملک سرور بانی قصیر رسول کوٹ جس کے کندھرات موضع شاہ کوٹ  
مضافات ساگملہ قریب موضع شاہ ابراہیم بن عمر حسینی خلیفہ حضرت عبدالعزیز چوہدر شاہ بنگل لاہوری  
کے قریب ہیں۔ اور ملک سرور کا مزار المشہور ہے کہ سرور بھی وہیں ہے۔ سمیت سلطان شمس الدین التمش  
سے ملتی ہوئے۔ سلطان نے بڑی تحکیم و تواضع کی امیر کوٹ کرانے لاہور میں سکونت کے لئے مکان بنایا جو  
اب تک بہ اسم تلبغہ مشہور ہے۔ (افسوس! مجھے اس مکان کا پتہ نہیں چلا۔ ناہی)

## سیدہ حاج کی اولاد مبارک اور اس کے مضافات میں

سیدہ حاج علیہا الرحمۃ کے فرزند ارجمند سلطان التارکین حضرت حمید الدین حاکم المتون  
۹۲ھ کو شیخ شہاب الدین سہروردی نے بغداد سے اپنا خاص مصطلع بطور تبرک عطا  
کر کے رخصت فرمایا۔ اور کہا کہ آپ کا باقی نصیب شیخ رکن الدین بنیر شیخ بہاء الدین  
سہروردی متانی کے پاس ہے جو تاحال پیدا نہیں ہوئے۔ آپ بغداد سے متان کی  
طرف روانہ ہوئے۔ راہ میں مومبارک میں (جس کی زیارت میں سنوری ۹۱۴ھ میں کہ چکا  
ہوں) اور جو حسب بیان بہا و لیور گزیرائے سی باسی دوم کے چھ قلعوں میں سے ایک  
قلعہ ہے، نزول اجلال فرمایا۔ تاریخ مراد میں مسطور ہے کہ یہ رائے ہنس کر ڈر کی تعمیر ہے  
جس نے یہ اپنی ماں کے لئے بنوایا تھا لہذا بنام مشہور ہوا۔ سیرا قول یہ ہے کہ حضرت  
عینی کے زمانہ میں اس کی بنیاد رکھی گئی تھی۔ اور ناما کلس اس پر قابض تھا۔ ازاں بعد سلطان  
محمود غزنوی نے رائے بھوج کی حکومت میں اسے فتح کیا۔ اس کی فیصل چھ سو گز کے دائرہ  
میں ہے۔ اس کے برجوں میں سے اب فقط ایک پچاس فٹ بلند موجود ہے۔ دیواریں  
نہایت سنگین اور مضبوط ہیں۔ اب اس میں تین سو گھروں کی آبادی کا ایک گاؤں ہے۔  
اور سلطان حاکم اور ان کی اولاد کے مزار بھی ایک وسیع چار دیواری میں اسی قلعہ میں  
بلندی پر واقع ہیں۔ قلعہ سے نیچے کی آبادی مجادوں کی ہے۔ جو اس جگہ کی اولاد ہیں۔  
جس کو سلطان حاکم نے بزور کرامت مسلمان کیا اور نام زین الدین رکھا تھا۔ راجہ رکن بھوج  
ولد رائے لکھنچ اور اس کے بھائی ہندو رائے اور کورائے بمعہ فرزند ان شمسیر واکشیر بھی  
آپ ہی کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے۔

حضرت حاکم کو شیخ بہاء الدین زکریا متانی نے اپنے مرید قاضی بکیر ساکن موضع واٹر  
کے ذریعے متان بلایا۔ اور یہ معلوم کر کے بہت خوش ہوئے کہ آپ حضرت ابوالحسن علی  
ہکاری کی نسل سے اور حضرت سید احمد توختہ ترمذی کے نواسے ہیں۔ اور محض خوشنودی محبوب  
رب العالمین کے لئے حکومت چھوڑ کر فقرا اختیار کر بیٹھے ہیں۔ پس آپ نے بڑی خوشی سے  
اپنی صاحبزادی فاطمہ کا نکاح آپ سے کر دیا۔ اس واقعہ زمانہ سے آپ کے ہاں حضرت  
نور الدین پیدا ہوئے جو ایسے باخدا مرد تھے کہ ان کی جمالیات کی ایک نظر اتار بنا دیتی تھی۔



آپ کا مزار مبارک میں ہے۔ اس کے پاس ہی دائیں طرف شیخ رکن الدین حاتم برادر عیسیٰ شیخ حاکم ان کے ناما قاضی رفیع الدین صاحب عباسی ہاشمی گورنر صوبہ بھکر اور سلطان حاکم کے مزارات ہیں۔ حضرت نور الدین کے سوتیلے بھائی شیخ تاج الدین جن کی اولاد مبارک اور اس کے مضافات اور پنڈی شیخ موسے ضلع لاکل پور میں لاکھوں کنال زمین کی مالک ہے، کا مزار ملتان میں شیخ رکن الدین ملتان کی والدہ ماجدہ کے روضہ کے پاس ہے

### یہ حاج کے پوتے کی اولاد لاہور اور اس کے جوار میں

حضرت نور الدین کے پوتے عبدالعزیز بن شہاب الدین کے پوتے حضرت عبداللہ جوہر شاہ بنگلہ قطب العالم بن شیخ ابوالفتح بن عبدالعزیز نویں صدی ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باطنی اشارے سے مومبارک سے لاہور وارد ہوئے۔ اور خطہ کوٹ کروڑ کو جہاں اب آپ کی خانقاہ میٹھوڑ روڈ پر واقع ہے شرف درویشا اور بزارا گمراہوں کو اسلام کی راہ ہدایت پر لے آئے میں نے آپ کے حالات میں تذکرہ قطبیہ میں اور تبرک عرس اسی سال ۱۱۳۵ھ میں چھوڑ کر مفت تقسیم کیا ہے۔ سلطان حاکم کے حالات میں تذکرہ حمیدیر ۱۱۱۵ھ میں شائع ہوا تھا۔ اور سید خزائنہ کے حالات بابرکات ۱۱۱۵ھ میں طبع ہوئے تھے۔

حضرت قطب العالم کے دو بیٹے تھے۔ (۱) حضرت ابوالفتح نواسہ سلطان بہلول لودھی جن کی اولاد لاہور، رتہ پیراں، بھٹے وڈ، کوٹلی پیراں میں آباد ہے۔ (۲) پیر بہاء الدین کے نواسہ مال بکلی خاں لکھوڑ کے از مقرب امراء سلطان موصوف ان کی اولاد قمریشیا نوالہ، بنی پور پیراں، پنڈی، گنجی، بھگوتی، پیرکوٹ وغیرہ (ضلع شیخوپورہ) میں رہتی ہے۔ تمام اولاد قطب العالم مضافات لاہور میں پنڈیہ گاؤں کی اور مرید ۱۱۶ھ دیہات کے مالک ہیں جن کی تفصیل تذکرہ قطبیہ میں درج ہے۔

### اولاد حضرت سید احمد توحہ ترمذی کا فرض

سید صاحب موصوف کی عزیز اولاد سے اس وقت لاہور ہی میں سید متور علی شاہ صاحب۔ سید اظہر حسن صاحب زاہدی بی اے بعد متعلقین آباد ہیں اور بتاتے ہیں

کہ غازی پور، ساہووردہ، سہارن پور، بجنور، شاہجہان پور، ملک مانوہ جوہر اسکے چچوہ داعی پور، ساہی پور، پالے، چنگام، ملک بنگال، غیر آباد ضلع سیتا پور سیانا، علی پور چودہ متصل کا پٹی صوبہ متحدہ، بھوپال اور سید گڑھی وغیرہ الغرض باوقی مواضع میں ان کے اہل برادری بستے ہیں۔

سید صاحب موصوف کی دختر کی اولاد کو تولا جند اور جوار لاہور میں کافی آمد و رفت حاصل ہے۔ ان سب کو بیٹیاں پاکدامن کے مزارات سے وابستگی اور عقیدت رکھتی چلی ہے۔ کیونکہ سب سے زیادہ انہی کو ان سے خاندانی تعلق ہے مجاوری ان کا پیشہ نہیں ہے۔ خیال یہ رکھنا چاہیے کہ جس طرح اس درگاہ کے گرد و پیش کا قبرستان منہدم ہو کر اور یک کر اغیار کے قبضہ میں جا رہا ہے۔ یہ بھی خدا نخواستہ نہ چلا جائے۔ اس پر اہل سنت کا قبضہ بحال رہنا چاہیے۔ اتم شمار لوگوں کا اس پاک درگاہ سے نہ کوئی تعلق ہے نہ ہو۔

### سلسلہ تار یہ منقول از تذکرہ حمیدیر قلمی،

حضرت سلطان التاکیں غوث العالمین ختم مجتہدین شیخ المقرئین حمید الملت والشرع والدین شیخ حاکم ابوالفتح المقرئین الہاشمی الہنگاری آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اول تبرک خرقہ شاربہ اپنے ناما سادات سید احمد توحہ سے حاصل کیا۔ انہوں نے برہان الساکین قطب العارفین شیخ احمد نور بخش سے۔ انہوں نے اپنے پیر شیخ الساکین نجم الدین سفروای سے۔ انہوں نے اپنے پیر شیخ شرف الدین جرجانی سے۔ انہوں نے تقی الدین احمد صفاسے۔ انہوں نے مقرئ الصباغ الحجراتی سے انہوں نے کمال الدین حسن طیبی سے۔ انہوں نے بدر الدین سید علی طیبی سے انہوں نے شیخ نور الدین طیبی سے۔ انہوں نے سلطان العارفین البزید بسطامی سے اور وہ خلافت رکھتے تھے حضرت امام جعفر صادق سے اور وہ اپنے والد امام باقر سے اور وہ اپنے والد حضرت امام زین العابدین سے اور وہ اپنے والد امام حسین شہید کربلا سے اور وہ حضرت خاتم النبیین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

خوش ہے۔ سلطان حاکم کو خرقہ خلافت سلسلہ جنیدیر توسط آباے خود یا شیخ ابو الحسن علی ہنگاری علیہ السلام شیخ طوسی سے مل جوا۔ اور خرقہ سہروردی شیخ رکن الدین ملتان



تاریخ وفات حضرت سید احمد توختہ ترمذی والد

یسیاں پاکدامن مُرشد پنجاب ۶۰۲ھ

سید احمد شہ برناو پیر	شد بزم احمدی چون زیری سرا
رحلتش سید ولی میر کبیر	پیر ہادی میر عالی جاہ گو
آفتاب حسن اے روشن ضمیر	مہتاب دین احمد کن رقم
بادشاہ نامدار اے دستگیر	ماہ روشن یا ولی روشن است
از خرد تاریخ آل مہر منیر	ہم زہے شمع یقین شد جلوہ گر
ہادی بے مثل سانش بے نظیر	سید احمد حبیب حق است
(ماخوذ از گنج تاریخ صفحہ ۱۱۲)	۶۰۲ھ

غلام دستگیر نامی

محلہ چلہ بیسیاں لاہور



فقیر ملت حضرت علامہ مفتی جلال الدین احمد امجدی مدظلہ العالی

براؤن شریف بھارت

## تادش کے رات

ادارہ معارف نعمانیہ لاہور کی مطبوعات دستیاب ہوتیں بنگاہ کی کمزوری کے  
باوجود ہم نے ان میں سے اکثر کا بالاستیعاب مطالعہ کیا، ہر ایک کو بہت مفید پایا۔  
ادارہ فیض الرسول کے دیگر لوگوں نے بھی بہت پسند کیا۔ پھر یہ جان کر بے انتہاء  
مسرت ہوئی کہ اس طرح کی نئی دیدہ زیب کتاب ہر ماہ مفت تقسیم ہوتی ہے اور  
فیل عرصہ میں ایک لاکھ سے زائد کتب و رسائل ملک اور بیرون ملک جاپان و  
امریکہ اور فرانس و برطانیہ تک مسلمانوں کے گھروں میں پہنچائے گئے۔

ادارہ معارف نعمانیہ وقت کا اہم تقاضا پورا کر رہا ہے۔ دعا ہے کہ اسی  
روح اسلام و سنت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی اشاعت کرتا ہوا وہ ہمیشہ زندہ و  
تابندہ رہے اور خدائے عز و جل اس کے بانی و معاونین کو اجر جزیل و جزائے جلیل  
بے مثل سے سرفراز فرمائے اور سب کو سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے امن  
کرم کا سایہ نصیب فرمائے۔ آمین بحرمۃ النبی اکرمیم الامین علیہ الصلاۃ والسلام۔

جلال الدین احمد امجدی

براؤن شریف۔ انڈیا  
۲۵ جمادی الاخریٰ ۱۴۱۲ھ